بقیہ مقدمات اثبات نبوت

بخوبی بیان ہو چکا ہے (یہہ قوت عقلیہ کی دوسری شاخ کا ثبوت ہے)

ایسا ہی ہم دیکھتے ہین کہ بعض لوگ اپنے خالق سے ایسی محبت رکھتے ہین کہ جورو بچے روپیہ پیسے دنیا کی کسی چیز سے نہین رکھتے۔ خدا پر ایسا بھروسہ رکھتے ہیں کہ اپنے ہاتھہ کی زر - بازو کی قوت - دوست آشنا وغیرہ اسباب و وسایل پر نہین رکھتے (یہہ قوت عملیہ کی دوسری شاخ کا ثبوت ہے)۔

اسکی تفصیل ہین اگر ہم ایسے لوگون کے حالات لکھین تو ایک دفتر طویل ہو جاوے اسلئے ہم اس مقام مین اسی اجمالی بیان پر اکتفا کرتے ہیں اور اس زمانہ کے دانشمندون سے امید رکھتے ہین کہ وہ ایسے لوگون کے وجود سے منکر نہ ہون گے ومع ذلک ہم ان لوگون کے تفصیلی حالات بھی پہر کسی موقعہ پر درج رسالہ کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ

اس بحث سے بخوبی ثابت ہوا کہ قوت عقلیہ وعملیہ (اپنی اپنی دونون شاخون کے ساتھہ) انسان مین موجود ہے اور یہی دونون قوتین انسان کی خاص صفتین ہین جو اسکو عام حیوانات و نباتات و جمادات سے ممتاز کرتے ہین اور منجملہ اسکے صفات محسوسہ و مشاہدہ کی یہی دو صفتین (یا جو انکی طرف راجع ہون) مناط و مدار انسانیت ہین۔

پہر ان دونون قوتون سے انسان اپنی بہیمی (یا حیوانی) طاقت کے مناسب کام بہی لیتا ہے جسکا بیان بضمن تشریح طرز تمدن و معاشرت انسان ہو چکا ہے اور اپنی طاقت ملکی (یا روحانی) کے مناسب کام بہی لیتا ہے۔ جبکہ وہ امور معاشرت مین روحانی اصلاح کی رعایت کرتا ہے اور خاصکر ان دونون قوتون کی دوسری شاخون کو تو اسکی ملکیت یا روحانیت سے بہت ہی تعلق ہے۔

انسان کی بہیمی (یا حیوانی) طاقت کی وہ کام ہین جنمین انسان کے ساتھہ تمام حیوان بہائم

درندہ وغیرہ بہی شریک ہین - جیسے کہانا پینا غضب شہوت وغیرہ جسمین انسان کے ساتہہ غیرون کا شریک ہونا مگر غیرون مین ان کا بوجہ اتم پایا جانا سابقاً ثابت کیا گیا ہے ملکی* (یا روحانی) طاقت کے وہ کام ہین جو صرف انسان مین پائے جاتے ہین اسکو اور مشارکات جنسیہ مین مشاہدہ نہین کئے جاتے اور وہ خاص انسان کی روح کی صفات ہین - جسم انسانی کی اصلی صفتین نہین ہین جیسی خوش خُلقی - تواضع محبت - خشیت رقت - علم ادراک وغیرہ -

یہہ علم عمدہ ترین خواص وصفات† روحانی سے ہے اور وہ کئی قسم ہے -

اول علم توحید وصفات الہی دوم علم حقوق خداوندی اور طریق ادایہ اُن حقوق کا جسکو دوسرے محاورہ مین عبادت کہتے ہین سوم علم ضوابط نظام عالم و علی ہذا القیاس -

ہرچند انسان کا اپنی قوت عقلیہ وعلمیہ کو (جو ملکی یا ملکوتی طاقت ہے) حسب مناسب اپنی اور لوازم جسمانیت وحیوانیت کو اپنے کمال نوعی وفطری کو پہنچانا بہی انسانی سعادت مین داخل ہے مگر چونکہ وہ لوازم فانی ہین انکا بقا بہی نظام جسمانی کے بقا تک ہے -

---

* انسان کی اُس طاقت کو ملکی کہنا اہل ادیان سماوی اور حکمائے قدیم کی بول چال ہے جو وجود ملایکہ کو مانتے ہین اور ان صفات انسانی کو ملایکہ کی صفات کے مشابہ سمجہتے ہین جو لوگ وجود ملایکہ سے انکاری ہین جیسے نیچری مدعی اسلام یا برہم سماج وغیرہ وہ اس لفظ واصطلاح مین تراع نہ کرین اس کے معنی کو دیکہین اور یہ سوچین کہ جس صفت انسانی کو ملکی طاقت کہا گیا ہے وہ انسان میز موجود ہے یا نہین جو موجود پاوین تو خواہ اسکو روحانی طاقت یا اور نام سے تعبیر کرین اسکی نفی و انکار کے درپے نہ ہو جاوین - کیونکہ اصطلاح محاورات مین مناقشہ جایز نہین ہے -

---

† اس امر کا مفصل بیان معہ تشریح اس تعلق کے جو روح کو جسم سے ہے اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۲ مین مذکور ہو چکا ہے جو قابل ملاحظہ ناظرین ہے -

اسلیئے اصلی سعادت اور حقیقی کمال انسانی یہی ہے کہ وہ اپنی دونون قوتون کی دونون
تناخون سے ملکی (یا روحانی) کام لے۔ اور جو کام بہیمی (یا حیوانی) طاقت کی مناسب
انسے لیتا ہے اسمین روحانی طاقت کی رعایت کو بھی ہاتھ سے ندے بہیمیت کو ملکیت
کے تابع کردے ایسے طور پر کہ بہیمیت جو کرے اسمین مقتضائے ملکیت کا خلاف نہو اور ملکیت
جو حکم دے بہیمیت اسکو فوراً عمل مین لادے۔ ملکیت کی رنگت بہیمیت مین اثر کرے بہیمیت
کا رنگ اسپر نہ پڑے۔ اِس قسم کے افعال و اعمال سے جنمین مقتضائے ملکیت کی رعایت
ہو اور بہیمیت کی مخالفت ملکیت کو ترقی و فراخی حاصل ہوتی ہے اور بہیمیت منقبض ہوجاتی
ہے یہانتک کہ ملکیت اپنے کمال کو پہونچ جاتی ہے اور بہیمیت اسکی تابع ہو رہتی ہے۔
یہ امر قسم اول و دوم اور ان کے موافق عمل کرنے سے حاصل ہوتا ہے اور انسان کی
صورت نوعی اور فطرتِ اسکو اسی امر کا حکم دیتی ہے۔ اور قسم سوم کی علم و عمل کی بقدر
ضرورت اجازت دیتی ہے۔
یہی وجہ ہے کہ سبھی انسان عرب کے ہون خواہ عجم کے۔ ہند کے ہون یا سندھ کے۔
یوروپ کے ہون خواہ ایشیا کے (بشرطیکہ وہ اعتدال مزاج انسانی پر ہون) اس امر کو
پسند کرتے ہین اور جن لوگون مین یہ امر یعنے تہذیب اخلاق نفس اور تکمیل بہیمیت پائی
جاتی ہے انکی بدل تعظیم و تکریم کرتے ہین۔ اور حاضر و غائب ان کے ثناخوان ہین اور انکو
خداپرست اور مقدس سمجھتے ہین۔
پھر اس سعادت مین لوگ مختلف ہین بعض لوگ (غواشی ظلمت مین محجوب ہونیکے
سبب) اس سے بالکل محروم ہین حتی کہ انکی صلاحیت کی امید بھی منقطع ہے۔ بعض ایسے
ہین جنکو سردست وہ سعادت حاصل نہین ہے مگر وہ مایوس بھی نہین۔ تدبیر و ریاضت سے
انکے لئے حصول سعادت ممکن ہے بعض ایسے ہین جنمین اجمالی اصول سعادت موجود ہین پر وہ تفصیل و ہدایت
طلب ہین بعض ایسے ہین جنمین وہ سعادت بوجہ کمال و دفعۃً موجود ہے اور وہ اسکو مقتضا اپنے

پوری پورے مستقیم ہین - یہانتک کہ اگر کوئی انکو اِس سے روکے تو بہی وہ اس سے رک نہین سکتے -

یہہ اختلاف ایک اور جبلی اور فطرتی اختلاف سے پیدا ہوا ہے اسکا بیان یہہ ہے کہ قوت ملکی (یا روحانی) لوگون مین دو طرحکی پیدا کی گئی ہے **ملکیت درجہ اول** جسکی شان ہے قسم اول و دوم علم مین استغراق ہے اور قسم ثالث کیطرف بہی بنظر اصلاح نظام عالم پوری توجہ واہتمام ہے **ملکیت درجہ دوم** جسمین بہمیت سے تجرد اور نورانیت تو ہے مگر اُن علوم مین اس قدر توجہ واہتمام نہین **ایسی ہی بہیمیت** دو طرح کی لوگون مین پائی جاتی ہے **بہمیت درجہ اول** قوی وسخت جیسے تنومند اور نہ حیوانون مین پائی جاتی ہے جو قوی اور عمدہ غذا و چارے سے تربیت پاتے ہین اور قوی جسم اور تند و تیز آواز رکہتے ہین - دوسری جانور پر حملہ کرنے مین بڑے دلیر ہوتے ہین **اور بہمیت درجہ دوم** ضعیف و نرم جیسے خصی اور ضعیف جانور وں مین پائی جاتی ہے جو اچہی غذا نہین پاتے اور نہ قوی جسم اور آواز اور افعال رکہتے ہین -

(باقی آیندہ)

بقیہ کفر و کافر

کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ کی نفی تکفیر اہل قبلہ مین اگرچہ اہل بدعت ہون کلام کو بسط کے

ثم فی بسط الامام الکلام فی نفی تکفیر
ارباب الاثام من اہل القبلۃ ولو من اہل
البدعۃ دلالۃ علی ان سب الشیخین لیس بکفر
کما صححہ ابو الشکور السلمی فی تمہیدہ وذلک
لعدم ثبوت مبناہ وعدم تحقق معناہ
فان سب المسلم فسق کما فی حدیث ثابت
فیستوی الشیخان وغیرہما فی ہذا
الحکم ولانہ لو فرض ان احدا قتل الشیخین بل
والختنین بوصف الجمع (لا کما فی شرح عمر لوبۃ)
مسلما عند اہل السنۃ والجماعۃ ومن المعلوم
ان السب دون القتل نعم لو استحل السب او القتل
فہو کافر لا محالۃ وعلی تقدیر ثبوت الحدیث
فیجب ان یؤول کما اول حدیث من ترک
الصلوۃ متعمدا فقد کفر والحاصل ان الفسق
والعصیان لا یزیل الایمان فیصیر کافرا ولا واسطۃ
وکذا البدعۃ لا یزیل الایمان والمعرفۃ کانکا

ساتھ بیان کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ شیخین
کی سب بھی کفر نہین ہے چنانچہ ابو الشکور سلمی
نے کتاب تمہید مین اسبات کو صحیح کہا ہی اسکی
یہی وجہ ہی کہ اس تکفیر کی کوئی وجہ نہین ہے۔
مسلمان کی سبّ صرف گناہ ہی چنانچہ حدیث
مین آیا ہے اور اسمین شیخین اور سب مسلمان
برابر ہین کیونکہ اگر ہم فرض کرین کہ کسینے شیخین
کو بلکہ ختنین (امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام
وامیر المومنین عثمان رض) کو قتل کر دیا تو بھی وہ
اہلسنت وجماعت کے نزدیک مسلمانی سے خارج
نہین ہوتا اور سب تو قتل سے بھی کم ہی پھر سب سے
کیونکر کافر ہو سکتا ہی۔ ہان اگر سب یا قتل کو حلال
جانے تو ضرور کافر ہے† اگر سب شیخین کے کفر ہونے مین
کوئی حدیث بھی فرض کر لیجائے تو اسکی تاویل
واجب ہی جیسے حدیث من ترک الصلوۃ متعمدا فقد
کفر کی تاویل واجب ہی کہ اس سے کفر عملی اور ناشکری

† یہہ قول عبارت شرح مواقف کی جو اس عبارت کے بعد منقول ہی مخالف ہی بلکہ خود اپنی ماقبل وما بعد اور تمام اصول کے بھی برخلاف ہی حلال جاننا قطعی گناہ کا کفر ہے اور سب شیخین کے قطعی گناہ ہونے مین جو بحث کلام ہی وہ خود اس عبارت اور عبارات شرح مواقف وغیرہ مین موجود ہے۔

المعتزلة صفات الله تعالى وخلق افعال العباد وجواز رویته سبحانه فی المعاد لانه مبنی علی تاویل ولو کان علی حد الفساد الا التجسیم وانکار علم الله سبحانه بالجزئیات فانه یکفر بهما بالاجماع من غیر النزاع ففی شرح العقاید سب الصحابة والطعن فیهم ان کان مما یخالف الادلة القطعیة فکفر کقذف عایشة والا فبدعة وفسق وهذا تصریح من العلامة ان سب الشیخین لیس بکفر عند العامة ثم قال وبالجملة لم ینقل عن السلف المجتهدین والعلماء الصالحین جواز اللعن علی معاویة واحزابه لان غایة امرهم البغی والخروج علی الامام الحق وهو لا یوجب اللعن۔

مراد ہی) حاصل یہ کہ فسق و گناہ ایمان کو دور نہین کرتے کہ ایسے انسان کافر ہو جاوے اور ان دونون مین کوئی واسطہ نہین ہی ایسا ہی بدعت سے ایمان دور نہین ہوتا جیسے معتزلہ کا بعض صفات خداوندی سے اور خدا کی خالق افعال ہونیسے اور قیامت مین خدا کی دیدار ہونیسے انکار ہی کیونکہ یہ انکار تاویل سے ہے اگرچہ وہ تاویل فاسد ہی مگر خدا کا جسم قرار دینا اور اسکے علم جزئیات کی نفی کرنا یہ بیشک صریح کفر ہی شرح عقاید مین کہا ہی کہ اصحاب کی سب اور انپر طعن اگر اس قسم سے ہو جنمین ادلہ قطعیہ کا خلاف ہوتا ہی جیسے حضرت عایشہ پر قذف جو اس خاص امر مین جسمین قران نے انکی برائت کی ہی) متہم کرنا تو وہ کفر ہی نہین تو بدعت اور فسق ہی اور یہہ بہی صاف بیان ہے کہ سب شیخین عامہ علماء کے نزدیک کفر نہین ہی۔ پہر علامہ نے یہہ بہی فرمایا ہے کہ پہلی مجتہدین اور علماء صالحین نے (امیر) معاویہ اور اسکے گروہ پر لعنت کو بہی جایز نہین کہا غایت امر یہہ کہ انہون نے بغاوت کی اور امام برحق (علی مرتضی) پر خروج کیا سو موجب لعنت نہین ہوسکتا۔

اور **شرح مواقف** مین قول مختار (عدم تکفیر اہل قبلہ جو سابقا منقول ہوا) بیان کرنیکی بعد بعض لوگون کا ایک دوسرے کو کافر کہنا بیان کیا ہے پہر انکے متمسکات کا جواب دیا ہے اسی کے ضمن مین کہا ہے کہ خوارج و روافض کو کئی وجہ سے کافر کہا گیا ہے **اول** یہ کہ ان کا

وقد کفر الخوارج والروافض بوجوه الاول ان القدح

اکابر صحابہ کو جن کی پاکی اور ایمانداری پہ قرآن

في اكابر الصحابة الذين شهد لهم القرآن
والاحاديث الصحيحة بالتزكية والايمان
تكذيب للقرآن وللرسول حيث اثنى عليهم
وعظمهم فيكون كفرا قلنا لا ثناء عليهم
خاصة اي لا ثناء في القرآن على واحد من
الصحابة بخصوصه وهؤلاء قد اعتقدوا
ان من قدحوا فيه ليس داخلا في الثناء
العام الوارد فيه واليه اشار بقوله ولا
هم داخلون فيه عندهم فلا يكون
قدحهم تكذيبا للقرآن واما الحديث الوارد
في تزكية بعض معين من الصحابة والشهادة
لهم بالجنة فمن قبيل الآحاد فلا يلزم
تكذيبهم للرسول الثاني الاجماع منعقد
من الامة على تكفير من كفر عظماء الصحابة
وكل واحد من الفريقين يكفر بعض تلك
العظماء فيكون كافرا قلنا هؤلاء اي من كفر
جماعة مخصوصة من الصحابة لا يسلم كونهم
من اكابر الصحابة وعظمائهم فلا يلزم كفرهم
الثالث قوله عليه السلام من قال لاخيه المسلم يا كافر

گواہ ہے بُرا کہنا قرآن کو جھٹلانا ہے اور نیز رسول
کو جنہوں نے انکی تعریف کی اور بزرگی بیان
کی اور یہ کفر ہے اسکا **جواب** یہہ ہے کہ کسی
صحابی کی خاصکر قرآن مین تعریف نہین ہے
عام صحابہ کی ہے اور وہ لوگ جانتے ہین کہ جسکو
وہ بُرا کہتے ہین وہ اس عام تعریف مین داخل
نہین اسیکی طرف مصنف کے اس قول کا اشارہ
ہے کہ وہ انکے نزدیک ان لوگو نمین داخل نہیں
جنکی تعریف قرآن مین ہے - سو انکا بُرا کہنا انکے
نزدیک + قرآن کو جھٹلانا نہوا - اب رہی حدیث
جسمین بعض صحابہ کی پاکی بیان ہوئی ہے اور
انکو جنت کی شہادت دی گئی ہے سو اخبار احاد
ہین انکے انکار سے کفر ثابت نہین ہوتا ×× -
وجہ دوم یہ کہ اکابر صحابہ کو کافر کہنا بالاجماع
کفر ہے اسکا جواب یہ کہ وہ انکو اکابر صحابہ سے
نہین جانتے پہر وہ اس کفر کے مرتکب کیونکر
ہوئے - **وجہ سوم** یہ کہ حدیث مین آیا ہے
جو کسی مسلمان کو کافر کہے وہ کفر ایک کی طرف
ضرور رجوع کرتا ہے یعنی جسکو کافر کہتا ہے وہ

+ یہان عندیہ مخالف کی لحاظ کرنے اور اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد ۹ کے صفحہ ۲۱۳ و ۲۲۶ مین اسکا لحاظ نکرنے مین منافات و مخالفت
نہین ہے - یہان امور ظنیہ قطعیہ مین نظر کیا گیا ہے - وہان امور قطعیہ مین ضرورت لحاظ کو اٹھایا گیا ہے -

فقد بائباحدهما قلنا احاد وقد اجتمعت الامة علی ان انکار الاحاد لیس کفرا ومع ذالک نقول المراد مع اعتقاد انہ مسلم فان من ظن المسلم انہ یهودی او نصرانی فقال لہ یا کافر لم یکن ذالک کفرا بالاجماع واعلم ان عدم التکفیر لاهل القبلة موافق لکلام الاشعری والفقهاء کما مر لکنا اذا فتشنا عقاید فرق الاسلامیین وجدنا فیها ما یوجب الکفر کالعقاید الراجعة الی وجود اله غیر الله او الی حلوله فی بعض اشخاص الناس او الی انکار نبوة محمد علیه الصلوٰة والسلام او ذمه واستخفافه او الی استباحة المحرمات واسقاط الواجبات (شرح مواقف)

کافر نہو تو کہنے والا ضرور کافر ہو جاتا ہی اسکا **جواب** یہ ہی کہ یہ حدیث اخبار احاد سے ہے اس سے انکار باجماع امت کفر نہیں ہے اس علاوہ اسکے معنی یہ ہین+ کہ جو مسلمان کو مسلمان سمجھکر کافر کہے وہ کافر ہوتا ہی کیونکہ جو کسی مسلمان کو یہودی یا نصرانی سمجھکر کافر کہے وہ بالاجماع کافر نہین ہوتا اور جانے کہ یہ اہل قبلہ کو کافر نکہنا کلام شیخ ابوالحسن اشعری وفقہا کے موافق ہے مگر جب ہم اسلامی فرقون کے عقاید کو ٹٹولتے ہین تو انمین ایسے امور بھی پاتے ہین جو تکفیر کے موجب ہین جیسے خدا کے سوا کسی اور معبود کے وجود کا قایل ہونا یا خدا کا کسی شخص مین حلول ماننا یا آنحضرت کی رسالت کا انکار کرنا یا محرمات کو مباح جاننا یا احکام شرعیہ واجبہ کو معاف سمجھہ لینا-

مترجم کہتا ہے اسبات کا عبارات سابقہ مین بھی ذکر ہے - اور ہمنے اس بات کو اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۳ مین بتفصیل وتمثیل بیان کر دیا ہے - یہ بات بیشک واجب اللحاظ ہے مگر اسکے کسی فرقہ اہل ہوا سے منجملہ اہل قبلہ خصوصیت نہین ہے - اگر کوئی اہلسنت وجماعت کہلا کر ایسی بات جو قطعی کفر وصریح شرک ہو اور اسمین ضروریات وقطعیات دین کا انکار وتکذیب پائی جاتی ہے اعتقاد کرے یا عمل مین لاوی تو وہ بھی کافر ہے گو اپنے مونہہ سے

+ یہ حدیث اہلحدیث کے نزدیک بھی اپنے ظاہری معنی پر محمول نہین ہے دیکھو نووی شرح مسلم صفحہ ۵۵ جلد اول - جسمین اس حدیث کو مشکلات سے شمار کرکے اسکی پانچ تاویلین کی ہین -

اپنے آپ کو اہلسنت وجماعت کہو -

مسئلہ سب الشیخین مین مصنف بحرالرائق واشباہ والنظائرنے اور اسکی تقلید سے مصنف درمختار نے غضب ہی کردیا اور صاف لکھدیا ہے کہ اسکے گناہ کا مرتکب ایسا کافر ہے کہ اسکی توبہ بہی قبول نہین اور بجز قتل اور جلا دینے کے اسکی کوئی سزا نہین - اس قول کو درمختار واشباہ کے محشیون نے اصول وفروع کی دست آویز سے رد کردیا اور یہ ثابت کردیا ہے کہ اس مسئلہ کی بناء ہی غلطی پہ ہے جس کتاب (جوہرہ) سے مصنف بحر نے استشہاد کیا ہے اسمین اسکا ذکر نہین یہ بات اسکے کسی نسخہ کے حاشیہ پر لکہی ہوئی تہی جو کسینے اصل کتاب مین ملادی ہے اور یہ بات خود مصنف درمختار نے بہی نہرالفایق سے نقل کی ہے - اس گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ جو فقہ اکبر کی عبارت مین گزرا ہے کہ یہ روایت جہالت ناقل کے سبب لایق اعتبار نہین صحیح وبادلیل ہے اس گفتگو کو توجہ سے سُننا چاہیئے

اشباہ ونظائر مین کہاہے سب کفار کی توبہ مقبول ہے مگر جو سب شیخین سے کافر ہوا وہ قتل ہی کیا جاوے گا یا جلا دیا جاوے گا -

كل كافر توبته مقبول الا بسبب الشيخين فانه يحرق او يقتل (اشباہ والنظایر)

درمختار مین کہاہے بحرالرایق سے شہید کی طرف نسبت کرکے کہاہے جو شیخین ابوبکرؓ وعمرؓ کو گالی دے یا انپر طعن کرے وہ کافر ہی اسکی توبہ مقبول نہین - پہر کہاہے ولیکن نہرالفایق مین ہے کہ اس مسئلہ کا اصل نسخہ جوہرہ مین وجود نہین - صرف بعض نسخون کے حاشیہ پہ پایا گیاہے جو اصل کتاب مین کسی نے ملادیاہے -

في البحر عن الجوهرة معزيا للشهيد من سب الشيخين او طعن فيهما كفر ولا تقبل توبته الى ان قال لكن في النهر وهذا لا وجود له في اصل الجوهرة وانما توجد على هامش بعض النسخ فالحق بالاصل (درمختار)

اس قول کی شرح مین علامہ ابن عابدین نے ردالمحتار مین کہاہے -

قال السيد الحموي في حاشية الأشباه حكى عن
عمر بن نجيم ان اخاه افتى بذلك فطلب منه
النقل فلم يوجد الا على طرة الجوهرة وذلك
بعد حرق الرجل - واقول على فرض ثبوت
ذلك في عامة نسخ الجوهرة لا وجه له يظهر
لما قدمناه من قبول توبة من سب الانبياء
عندنا خلافا للمالكية والحنابلة واذا كان
كذلك فلا وجه للقول بعدم قبول توبة
من سب الشيخين بل لم يثبت ذلك عن احد
من الائمة فيما اعلم - ونقل عنه السيد
ابو السعود الازهري في حاشية الاشباه
اقول نعم نقل في البزازية عن الخلاصة
ان الرافضي اذا كان يسب الشيخين
ويلعنهما فهو كافر وان كان يفضل
عليا عليهما فهو مبتدع وهذا لا يستلزم
عدم قبول التوبة على ان الحكم عليه
بالكفر مشكل لما في الاختيار اتفق
الائمة على تضليل اهل البدع اجمع
وتخطيتهم وسب احد من الصحابة و
بغضه لا يكون كفرا لكن يضلل

سید حموی نے ابن نجیم (مصنف بحر
و اشباہ) سے حکایت کی ہے کہ اسکے بھائی نے
اس بات کا فتوی دیا تھا جب اس سے نقل
(کتاب) کا مطالبہ ہوا تو پتہ نہ لگا بجز ایک
حاشیہ یا کنارہ کتاب جوہرہ کے اور یہ بھی بعد
جلائے جانے اس شخص کے بتلایا اور مین کہتا
ہون اگر اسبات کا اصل نسخہ جوہرہ مین موجود
ہونا فرض کرلین تو بھی اسکی کوئی وجہ ظاہر نہین
ہے - ہم پہلے (بضمن مسئلہ سب انبیا) بیان کرچکے
ہین کہ نبی کو گالی دینے والے کی ہمارے (حنفیہ
کے) نزدیک (بخلاف مالکیہ وحنبلیہ) توبہ
مقبول ہے پس شیخین کو گالی دینے والیکی
توبہ قبول نہونیکی کوئی وجہ نہین ہے اور ہمارے
علم مین کسی امام سے یہ بات ثابت نہین ہے
ایسا ہی حموی سے سید ابو السعود نے حاشیہ
اشباہ مین نقل کیا ہے مین (ابن العابدین)
کہتا ہون بزازیہ مین خلاصہ سے منقول ہے
کہ رافضی شیخین کو گالی دے اور انکو لعنت
کرے تو وہ کافر ہے اور اگر علی مرتضی کو انپر
فضیلت دے تو مبتدع ہے مگر اس سے بھی توبہ
کا قبول نہونا نہین نکلتا علاوہ یہ کہ حکم کفر بھی مشکل ہے کیونکہ (کتاب) اختیار مین ہے کہ تمام امام
متفق ہین کہ اہل بدعت سبھی گمراہ اور خطا پر ہین اور کسی صحابی کی گالی یا بغض کفر نہین ہے گمراہی ہے -

وذكر في فتح القدير ان الخوارج الذين يستحلون
دماء المسلمين واموالهم ويكفرون الصحابة
حكمهم عند جمهور الفقهاء واهل الحديث
حكم البغاة وذهب بعض اهل الحديث الى
انهم مرتدون قال ابن المنذر ولا اعلم
احدًا وافق اهل الحديث على تكفيرهم
وهذا يقتضى نقل اجماع الفقهاء -
وذكر في المحيط ان بعض الفقهاء لا يكفر احدًا
من اهل البدع وبعضهم يكفرون البعض
وهو من خالف ببدعته دليلًا قطعيًا
ونسبه الى اكثر اهل السنة والنقل الاول
اثبت وابن المنذر اعرف بنقل كلام
المجتهدين نعم يقع فى كلام اهل المذهب
تكفير كثير ولكن ليس من كلام الفقهاء
الذين هم المجتهدون بل من غيرهم
ولا عبرة بغير الفقهاء والمنقول من
المجتهدين ما ذكرناه - ومما يؤيد ذلك
ونحوها ما صرحوا به فى كتبهم متونا وشروحا
من قولهم ولا تقبل شهادة من يظهر سب السلف
وتقبل شهادة اهل الاهواء الا الخطابية
وقال ابن الملك فى شرح المجمع وترد شهادة

فتح القدیر مین ہے کہ قوم خوارج جو مسلمانون کے
خون اور مال کو حلال جانتے اور اصحاب رسول اللہ
کو کافر کہتے ہین انکا حکم جمہور فقہا و محدثین کے
نزدیک باغیون کا سا حکم ہے صرف بعض
اہلحدیث کہتے ہین کہ وہ مرتد ہین ابن المنذر
(محدث) نے کہا ہے کہ مین اُن اہلحدیث کے
موافق اُس تکفیر مین کسیکو نہین پاتا یہ کہنا اسبات
کا مقتضی ہے کہ فقہا کا اس باب مین اجماع منقول
ہے - محیط مین مذکور ہے کہ بعض فقہا کسی
اہلبدعت کو کافر نہین کہتے اور بعضے بعض اہلبدعت
جو [illegible] قطعی کے مخالف ہون
کافر کہتے ہین اور اس باتکو صاحب محیط نے
اکثر اہلسنت کیطرف منسوب کیا ہے اور پہلی نقل
(جو ابن المنذر کی ہے) زیادہ ثابت ہے اور
ابن المنذر کلام مجتہدین سے خوب واقف ہے
ہان (عام) اہلمذہب کی کلام مین تکفیر بہت
پائی جاتی ہے پر وہ کلام مجتہد نہین ہے اور
مجتہدون کے سوا اور علما کی کلام کا اعتبار نہین
اور مجتہدون سے وہی منقول ہے جو ہمنے ذکر کیا ہے
(کہ اہل قبلہ کافر نہین ہین)
اِس بات کی زیادہ توضیح اِس مسئلہ سے ہوتی ہے جو تمام

من يظهر سب السلف لانه يكون ظاهر الفسق
وتقبل من اهل الاهواء الجبر والقدر
والرفض والخروج والتشبيه والتعطيل -
وقال الزيلعي او يظهر سب السلف يعني
الصالحين منهم وهم الصحابة والتابعون
لان هذه الاشياء تدل على قصور عقله
وقلة مروته ومن لم يمتنع عن مثلها لم يمتنع
عن الكذب عادة خلاف ما لو كان يخفي
السب - ولم يعلل احد لعدم قبول
شهادته بالكفر كما ترى نعم
استثنوا الخطابية لانهم يرون الشهادة
الزور لاشياعهم او للحالف وكذا نص
المحدثون على قبول الرواية اهل الاهواء
هذا فيمن يسب عامة الصحابة ويكفرهم
بناء على تاويل له فاسد
فعلم ان ما ذكره من الخلاصة من انه كافر
قول ضعيف مخالف للمتون والشروح

کتب فقہ متون و شروح مین بیان کرتے ہین
کہ جو سلف کو علانیہ طور پر برا کہے اُسکی شہادت
مقبول نہین ہے اور شہادت اہل ہوا کی بجز
خطابیہ مقبول ہے - ابن ملک نے شرح مجمع
مین کہا ہے جو سلف کو علانیہ طور پر برا کہے اسکی
شہادت اسلئے مقبول نہین کہ وہ ظاہرا
فاسق ہے اور اہل جبر و قدر و خروج و تشبیہ و
تعطیل سبکی شہادت مقبول ہے - زیلعی نے
کہا ہے کہ سلف (یعنی صحابہ و تابعین) کو علانیہ
برا کہنے والے کی شہادت اسلئے مقبول نہین
کہ علانیہ برا کہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ برا
کہنے والا کم عقل و بے مروت ہے - پس جو ایسی
بے عقلی و بے مروتی سے نہ رکے گا وہ عادۃً
جھوٹ بولنے سے کب رکیگا ہان جو پوشیدہ
طور پر برا کہے وہ اس حکم مین داخل نہین ہے
اور اس عدم قبول شہادت کیوجہ کسی نے یہ بیان
نہین کی کہ برا کہنے والا کافر ہے - اس حکم
قبولیت شہادت سے خطابیہ مستثنی ہین کیونکہ وہ اپنے گروہ اور مدعی قسم کھا جانیوالے کے لئے جھوٹی
شہادت کو جائز جانتے ہین ایسا ہی محدثین نے صاف کہا ہے کہ اہل ہوا کی روایت مقبول
ہے - یہ ان لوگون کے حق مین کہا ہے جو اکثر صحابہ کو اپنی تاویل فاسد سے کافر کہتے ہین -
اس سے معلوم ہوا کہ جو خلاصہ مین کہا ہے کہ وہ کافر ہے ضعیف قول ہے از متون و شروح

بل هو مخالف لاجماع الفقهاء كما سمعت وقد الف العلامة ملا علي القاري رسالة في الرد على الخلاصة وبهذا تعلم قطعا ان ما عزي الى الجوهرة من الكفر مع عدم قبول التوبة على فرض وجوده في الجوهرة باطل لا اصل له ولا يجوز العمل به وقد مر انه اذا كان في المسئلة خلاف ولو رواية ضعيفة فعلى المفتي ان يميل الى عدم التكفير فكيف يميل هنا الى التكفير المخالف للاجماع فضلا عن ميله الى قتله وان تاب وقد مر ايضا ان المذهب قبول توبة ساب النبي عليه السلام فكيف ساب الشيخين والعجب من صاحب البحر حيث تساهل غاية التساهل في الافتاء بقتله مع قوله قد التزمت نفسي ان لا افتي بشيء من الفاظ التكفير المذكورة في كتب الفتاوى نعم لا شك في تكفير من قذف السيدة عائشة رض او انكر صحبة الصديق او اعتقد الالوهية في علي او ان

بلکہ اجماع فقہا کے مخالف ہی - اور اس خلاصہ کے رد مین علامہ ملا علی قاری نے ایک رسالہ بہی تالیف کیا ہی - اس سے یہ بہی معلوم ہو گیا کہ جو بات جوہرہ کیطرف نسبت کی گئی ہی وہ باطل ہے اسکی کوئی اصل نہین ہے اور اسپر عمل جایز ہے اور سابقاً یہ مسئلہ بیان ہو چکا ہے کہ جس امر مین اختلاف ہو اسمین مفتی کو روایت عدم تکفیر کیطرف میلان واجب ہے اگرچہ اس جانب کی روایت ضعیف کیون نہ ہو - اور جس حالت مین اس مسئلہ متنازعہ فیہا مین روایت تکفیر اجماع کے مخالف ہی تو اسمین تکفیر کی جانب میلان کیونکر جایز ہے چہ جائیکہ تکفیر کے ساتھہ فتوی قتل و عدم قبول توبہ بہی ہو اور یہ بہی گذر چکا ہے کہ مذہب (حنفی) کی رو سے رسول کو گالی دینے والے کی بہی توبہ مقبول ہے تو پہر شیخین کو گالی دینے والے کی توبہ کیونکہ مقبول نہ ہوگی - صاحب بحر الرایق (جس کا صاحب در مختار اس مذہب مین مقلد ہے) سے تعجب ہے کہ اس نے اس فتوی قتل مین ایسا تساہل کیا باوجودیکہ خود یہ کہہ رکہا تہا کہ مین کسی لفظ تکفیر سے جو فتاوون مین مذکور ہین فتوی نہ دونگا - ہان اس شخص کے کافر ہونے

مین شک نہین جو حضرت عایشہ صدیقہ پر وہ تہمت لگاوے (جس سے انکو قرآن نے بری کر دیا ہے۔مترجم) یا صحبت صدیق اکبر سے انکار کرے (جسکا آیۃ اذ تقول لصاحبہ مین ذکر ہے مترجم) یا علی مرتضیٰ کو خدا سمجھے یا جبرئیل کے وحی مین بہول جانیکا اعتقاد رکہے (جیسے کہ غالی رافضیون کا اعتقاد ہے۔مترجم) یا اسکی مثل ایسے اور امور کا اعتقاد رکہے جو صریح قرآن کے مخالف ہین ولیکن ایسا کافر بھی توبہ کرے تو اُسکی توبہ مقبول ہے۔یہ اس بیان کا خلاصہ ہی جو ہمنے اس باب مین کتاب تنبیہ الولاۃ والاحکام مین کیا ہے۔مترجم کہتا ہے علامہ ابن عابدین نے اس باب مین خوب فقیہانہ تحقیق کی اور حق کی داد دی۔اَب ہم اس بحث کو ختم کرتے ہین اور اسکی نتیجہ وخلاصہ مطلب پر ناظرین کو آگاہ کرتے ہین۔

نتیجہ

اس بحث کا خلاصہ ونتیجہ یہ ہے کہ شارع نے بہت سے امور پر کفر کا اطلاق کیا ہے پر اُس سے اس کفر کا جو ملت سے نکالی ہے اور ہمیشہ کے لئے جہنم کو واجب کرے ارادہ نہین کیا۔ایسا ہی علماء اسلام نے بہت سے افعال واعتقادات کو کفر ٹھہرا رکھا ہے پر ان کے مرتکبین ومعتقدین کو جو اہل قبلہ سے ہین اور وہ غفلت یا تاویل واجتہاد سے ان کفریات مین مبتلا ہین کافر نہین کہا۔اِس سے ہمارے سُنّی بہائی متبع ومقلد حنفی ومحدث (جو اپنے مخالفین عمل واعتقاد کو کافر کہتے ہین) عبرت پکڑین اور ایک دوسرے کی تکفیر اور عام مسلمانون کی تکفیر سے جو بعض افعال واعتقادات کے سبب انسے سرزد ہوتی ہے **باز آوین**۔خصوصاً اُن باتون مین جنکا کفر ہونا نہ صریح کتاب وسنت سے ثابت ہے نہ علماء سلف سے مروی ہے صرف انکے نو ایجاد اجتہاد سے متولد ہے اور یہ **خیال فرماوین** کہ جس حالت مین بعض ایسی باتون سے (جنپر شارع نے اور علماء سلف نے کفر کا اطلاق کیا ہے) اہل اسلام کو کافر کہنا اور ملت سی خارج کرنا جایز نہین تو پھر ہمارے اجتہادی کفرون سے انکی تکفیر واخراج از ملت کیونکر جایز ہے۔کیا ہماری تجویز واجتہاد کو نصوص شارع واقوال سلف پر مزیت

وفوقیت ہے اور یہہ بھی لحاظ کرین کہ اسلام آگے ہی روے زمین پر کم ہے مسلمانون کی تعداد غیر مذاہب کے لوگون کی نسبت نہایت قلیل ہے اب اس رہی سہی تعداد کو اور نہ گھٹاوین - اور بجاے اسکے اِس تعداد کے بڑہانے مین کوشش کرین باہمی تنفر کو (جو تکفیر کا نتیجہ ہے) حد اعتدال پر لاوین اور جہان تک اصول اسلام کا مقتضا ہے باہم اتحاد پیدا کرین - اور اس اتحاد کے ذریعہ اسلام و اہل اسلام کی ترقی کے وسایل سوچین - یہہ بات مدت سے ہم کہہ رہے ہین اور یہ بہی یقیناً جانتے ہین کہ فریقین کے متشدد و متنفر پسند ہماری اِن باتون سے خوش نہین ہین - مگر ہمکو ان کی خوشی ناخوشی سے مطلب نہین ہے اپنے مولا جل وعلا کی خوشی کی طلب ہے اور اس خداوند سے امید ہے کہ ہماری ان باتون کا لوگون کے دلون پر اثر پیدا کریگا کوئی نہ کوئی فریقین سے ان باتون کو سُننے اور ماننے والا اسکے بندون مین ضرور ہوگا - اب نہین تو کسی اور ہی صدی مین [illegible] پیدا ہوگا [illegible] -

ولنعم ماقیل

ففل مایفیض الحق من غیر سامع ففی الدھر من یرجی له الفوز ظافرا

تو کہتا رہ زمانہ سامعین سے خالی نہین گذرتا - زمانہ مین ایسے لوگ بہی ہین جنسے فوز بمطلب متوقع ہو

ہمارے شیخ اجل حجۃ الخلف بقیۃ السلف سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی نے ہمارا اِس مضمون کا ضمیمہ نمبر۱ جلد۳ دیکہا تو اِس پر بڑی خوشی سے اپنا توافق ظاہر کیا اور ساتہہ اسکے بعض لوگون کے تنفر و وحشت کا بہی خوف جتایا آخر مین اس شعر پر کار بند ہونیکا حکم دیا -

حافظ وظیفه تو دعا کردن است و بس در بند آن مباش که نشنید یا شنید

اللّٰھم ربنا فتقبل منا و وفقنا بقبول ماینفعنا ولا یضرنا آمین

اس مضمون مین اہل اسلام کو کافر کہنے کا حکم بیان ہوا - مشرک و بدعتی کہنے کا تفصیلی بیان کسی اور مضمون مین ہوگا - انشاء اللہ

ہندوستان کے حدیث پر عمل کرنیوالے

وہابی نہین

لایق توجہ گورنمنٹ

نمبر ۳

سرحدی قومین (جو اکثر گورنمنٹ کی بغاوت مین سر اٹھاتی ہین اور وہ عام ناواقفون مین وہابی کہلاتی ہین) واقع اور نفس الامر مین اہلحدیث (یا وہابی) نہین - اہلحدیث کی روش وخیالات سے انکو کوئی خاص تعلق یا مناسبت نہین بلکہ عام مخالفت ومنافرت ہے -

بعض لوگون کا یہہ خیال ہے کہ سید احمد صاحب بریلوی - اور مولوی محمد اسمعیل صاحب دہلوی (جنہون نے مذہب اہلحدیث کو ہند مین عام رواج دیا ہے) ایک مدت سرحد پر رہے ہین اور اُنہون نے اپنے مذہب کے مخالفون سے جہاد کئے ہین - ان ہی کے باقیماندہ لوگ سرحد مین رہتے ہین اور وقتاً فوقتاً گورنمنٹ سے بغاوت کرتے ہین -

مگر تحقیق وانصاف کے روسے اِس خیال کی صداقت پہ کوئی روشن دلیل نہین ہے - محض وہم واشتباہ پر اسکی بنا ہے -

نہ سید احمد مرحوم ومولانا محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم نے اپنے مخالفین مذہب سے صرف مخالفت مذہبی

---

† ہندوستان سے تمام ملک ہند مراد ہے جسمین پنجاب بھی داخل وشامل ہے -

†† اس سرحدی بحث سے پہلے ہمکو اہلحدیث ہند کی چال وچلن سے بحث کرنا منظور خاطر تہا چنانچہ مضمون نمبر کے خاتمہ پر ہمنے نوٹ دیا تہا - مگر چونکہ اس بحث مین اہلحدیث ہند کے تاریخی حالات اور اس مذہب کو ہند مین رواج دینے والون کے حالات مذکور ہین - اِسلئے ہمنے اِس بحث کو مقدم کیا ہے - اور زمانہ حال کے اہلحدیث کا چال وچلن نمبر ۴ مین بیان کیا جاویگا - انشاء اللہ تعالیٰ -

کے خیال سے جہاد کیا ہے اور نہ انکے باقیماندہ اتباع نے کبھی گورنمنٹ انگلشیہ سے مقابلہ کیا ہے
اکثر مخالفتین اور بغاوتین جو سرحد مین واقع ہوتی ہین انہی لوگون سے ہوتی ہین جو اہلحدیث
(یا یون کہو کہ وہابیون) کے دشمن جانی ہین اور ایک وہابی کے مارنیکو سو کافر کے قتل کرنے
سے زیادہ موجب ثواب جانتے ہین۔

اس بات کی شہادت مین اگر ہم صرف اپنے تجربہ اور معلومات کو پیش کرین تو شاید خود غرضی
و قومی طرفداری کی تہمت سے عامہ خیالات مین صادق البیان نہ سمجھے جاوین۔ لہذا اس باب مین
ایسے شخص کے قول کو پیش کرنا مناسب سمجھتے ہین جسپر طرفداری قوم کے ساتھہ طرفداری و خیرخواہی
گورنمنٹ کا بھی عام یقین ہے وہ انرایبل **سید احمد خان** صاحب بہادر سی ایس آئی ہین جو انکے
رسالہ **جواب ڈاکٹر ہنٹر صاحب** مین ہمارے دعوی کی پوری تصدیق کرتے ہین چنانچہ
اس رسالہ کے صفحہ ۱۵ مین فرماتے ہین۔

ہندوستان کے گوشہ شمال و مغرب کی سرحد پر جو پہاڑی قومین رہتی ہین وہ سنی المذہب حنفی
قومین ہین اور اور لوگ ان کے ہم مذہب جس قدر ہندوستان مین رہتے ہین ان سب
مین وہ قومین اپنے مذہب کی پابند زیادہ ہین۔ اور جس طرح ان قومون کو اپنے مخالف مذہب
مسلمانون کے تین فرقون سے عداوت ہے اس قدر اور باقی ماندہ فرقون کو اپنے مخالفون
سے عداوت نہین ہے چنانچہ یہ قوم اپنے مذہب مین اس قدر سخت ہے کہ اگر کوئی اور شخص
ان کے ملک مین جاوے تو جب تک وہ اپنے مذہبی عقاید کو مثل انکے نہ کرلے اسوقت تک
وہان اسکی جان و مال کی خیر نہین ہوتی۔ چند سال کا عرصہ ہوا کہ ایک میرے دوست حاجی
سید محمد مرحوم شافعی المذہب ساکن جاربیا اتفاق سے سرحد کی انہین قومون مین گئے تھے مجھ سے
کہتے تھے کہ مجھکو شافعی ہونیکی سبب سے اس قوم مین طرح طرح کی مصیبتین اٹھانی پڑین اور
گو مین دیہات و قصبات بلکہ خاص مساجد مین امن تلاش کرتا تھا لیکن مجھکو در اصل مسجد مین
بھی امن نہ معلوم ہوتا یہ پہاڑی قومین حنفی لوگون کے فروعات کو بجائے اصول کے

سمجھتے ہین چنانچہ انہین فروعات حنفیہ مین سے ایک کتاب درمختار ہے جو سنہ ۱۱۷۰ھ یا ۱۷۵۶ع مین لکھی گئی تھی اور فروعات حنفیہ مین سے یہہ کتاب نہایت معتبر اور معتمد علیہ ہی اِس کتاب مین چند اشعار عربیہ اِس مضمون کے درج ہین جنمین فروعات حنفیہ کو اور امیہ کے فروعات پر ترجیح دی ہے اور اورون کو بُرا لکھا ہے انہین شعرون مین سے ایک شعر کا ترجمہ یہہ ہی خُدا کی لعنت اور قہر بیشمار اُس شخص پر جو امام ابو حنیفہ کے مذہب کا پیرو† نہین ہے۔ یہہ پہاڑی قومین اولیا کرام کے مقابر اور مزارون کو خصوصًا پیر بابا کے مقبرہ کو جو بونیر مین ہی اور کاکا صاحب کے مزار کو جو کوٹہ مین ہے نہایت خلوص عقیدت سے پوجتے ہین اور مجھکو صدہا پہاڑی لوگون کے دیکھنے کا اتفاق ہوا لیکن میری نظر سے آجتک کوئی پہاڑی پٹھان ایسا نہین گذرا جو سوائے حنفی مذہب کے اور کسی مذہب کا پیرو ہو یا وہابیت کی جانب ذرا بھی میلان خاطر رکھتا ہو البتہ حیات افغانی مین جسکو گورنمنٹ کے ایک خیر خواہ اور ملازم مسلمان نے اردو زبان مین تصنیف کیا ہے [illegible] ہے) یہہ فقرہ لکھا دیکھا ہے۔ چند عرصہ سے ملا سید میر کوٹہ کے پیرو وہابی سمجھے جاتے ہین اور اخوند سوات کے پکے پیرو جو حنفی المذہب ہین ملا سید میر کے معتقدین کو گمراہ سمجھتے ہین اور اکثر عثمانزئی اور ناصر اسد کی اولاد وغیرہ ہو گڑھی اسمعیل کا باشندہ تھا ملا سید میر کے طرفدار اور باقی پہاڑی قومین اخوند سوات کے پیرو ہین۔ پس اسی فقرے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سرحد کی قومون کے عقیدے مین وہابیت کا نام کو بھی اثر نہین ہے۔ باین لحاظ اس بات کا ہرگز گمان نہین ہو سکتا کہ سرحد کے پٹھانون اور وہابیون مین کسیطرح سازش ہو سکتی ہے چنانچہ سنہ ۱۸۲۴ع مین وہابیون نے پہاڑون مین جاکر قیام کیا اور اُنہون نے اس بات کا قصد کیا کہ سکھون پر ہم لوگ جہاد کرین اور شہید ہون لیکن چونکہ پہاڑی قومین ان کے عقاید کے مخالف تھین

---

† وہ اصل شعر یہہ ہے ولعنۃ ربنا اعداد رمل ٭ علی من رد قول ابی حنیفہ ٭ یعنی بقدر و شمار ریگ بیابان اُس شخص پر خدا کی لعنت ہو جو امام ابو حنیفہ کی قول کو رد کرے۔ نعوذ باللہ من ہذا الغلو
اڈیٹر

اسلئے وہ وہابی اِن پہاڑیون کو ہرگز اس بات پر راضی نہ کر سکے کہ وہ اِن کے مسایل کو
بہی اچہا سمجہتے مگر البتہ چونکہ وہ سکہون کے جور وستم سے نہایت تنگ تہے اِس سبب سے
وہابیون کے اس منصوبہ مین وہ بہی شریک ہوگئے کہ سکہون پر حملہ کیا جاوے اور آخرکار
وہابیون اور پہاڑیون نے متفق ہو کر سکہون پر حملہ بہی کیا لیکن چونکہ یہہ قوم مذہبی مخالفت
مین نہایت سخت ہے اس سبب سے اس قوم نے اخیر مین وہابیون سے دغا کر کے سکہون سے
اتفاق کر لیا اور مولوی محمد اسمعیل صاحب اور سید احمد صاحب کو شہید کیا پس اِن باتون کو
ذرا اچہی طرح یاد رکہنا چاہئے کیونکہ اِن سے وہابیون کی وہ تاریخ بخوبی معلوم ہوتی ہے جسکو
ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے پہاڑی قومون کے ساتہہ وہابیون کی سازش خیال کیا ہے -
ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اپنی کتاب کے پہلے باب مین وہابیون کے باغی لشکر قایم ہونے کی ایک
کیفیت بیان کی ہے مگر چونکہ مجہکو اس تحریر مین چند در چند شبہہ ہین اِسلئے مین بہی ہندوستان
کے وہابیون کی ایک مختصر کیفیت لکہتا ہون اور جبتک مین ایک مختصر کیفیت وہابیون کی
نہ بیان کرونگا اسوقت تک یہ بات اچہی طرح نہین کہلی کہ ڈاکٹر صاحب کو کن امور مین دہوکہ
ہوا ہے اور اس معاملہ مین اصلی کیفیت کو ڈاکٹر صاحب نے کس مبالغہ اور زیادتی کے ساتہہ
بیان کیا ہے -

ہندوستان کے وہابیون کی **تاریخی کیفیت** پانچ زمانون سے متعلق ہے پہلا زمانہ
۱۸۲۳ء سے شروع ہوتا ہے اور ۱۸۳۰ء تک پورا ہوتا ہے اور یہ وہ زمانہ ہے جس مین مولوی
محمد اسمعیل صاحب اور سید احمد صاحب نے اُن سکہون پر جہاد کیا تہا جو اپنے مسلمان رعایا کو
تکلیف پہنچاتے تہے اور انتہا اس زمانہ کی اسوقت تک ہوئی جبکہ پشاور دوبارہ اِن کے
پیرون کے ہاتہہ سے نکل گیا -

دوسرا زمانہ ۱۸۳۰ء سے ۱۸۳۱ء تک یعنی پشاور کے فتح ثانی سے لیکر مولوی محمد اسمعیل
صاحب اور سید احمد صاحب کی وفات تک ہے -

تیسرا زمانہ اسوقت سے شروع ہوتا ہے جبکہ یہ دونون بزرگ شہید ہوئے اور انتہا اس زمانہ کی اسوقت ہے جبکہ گورنمنٹ انگریزی پنجاب پر قابض ہوئی اور وہابی لوگ معہ عنایت علی اور ولایت علی کے سرحد سے اپنے گہرون کو بہیجے گئے یعنی سنہ ۱۸۳۱ء سے لیکر سنہ ۱۸۴۷ء تک ہے **چوتہا زمانہ** اسوقت سے مراد ہے جبکہ ولایت علی اور عنایت علی نے دوبارہ سرحد پر حملہ کیا اور انتہا اس زمانہ کی ان دونون کے مارے جانے تک ہوئی - **پانچوان زمانہ** حال کا زمانہ ہے جسکو ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے صریح غلطی سے وہابیون کی بغاوت کا زمانہ بیان کیا ہے پس ان پانچون زمانون مین وہابیت کا پہلا زمانہ

نہایت عمدہ تہا اور جو کام اِس زمانے کے وہابی کرتے تہے ان سے گورنمنٹ انگریزی واقف تہی اور کسی طرح اِن لوگون کیطرف گورنمنٹ کی بدخواہی کا گمان نہین ہوتا تہا چنانچہ اِس زمانہ مین علی العموم مسلمان لوگ عوام کو سکہون پر جہاد کرنیکی ہدایت کرتے تہے تاکہ وہ اپنے ہموطن مسلمانون کو اِس قوم کے ظلم و تعدی سے نجات دین - اِس زمانہ مین مجاہدین کے پیشوا سید احمد صاحب تہے مگر وہ واعظ نتہے واعظ مولوی محمد اسمعیل صاحب تہے جنکی نصیحتون سے مسلمانون کے دلون مین ایک ایسا ولولہ اثر خیز پیدا ہوتا تہا جیسا کہ کسی بزرگ کرامت کا اثر ہوتا ہے مگر اِس واعظ نے اپنے زمانہ مین کبہی کوئی لفظ اپنی زبان سے ایسا نہ نکالا جس سے ان کے ہم شہریون کی طبیعت ذرا بہی گورنمنٹ انگریزی کیطرف سے منحرف ہوکر برافروختہ ہو بلکہ ایک مرتبہ وہ کلکتہ مین سکہون پر جہاد کرنیکا وعظ فرمارہے تہے اثناء وعظ مین کسی شخص نے ان سے دریافت کیا کہ تم انگریزون پر جہاد کرنیکا وعظ کیون نہین کہتے وہ بہی تو کافر ہین - آسکے جواب مین مولوی محمد اسمعیل صاحب نے فرمایا کہ انگریزون کے عہد مین مسلمانون کو کچہ اذیت نہین ہوتی اور چونکہ ہم انگریزون کی رعایا ہین اسلیئے ہمپر اپنے مذہب کے رو سے یہہ بات فرض ہے کہ انگریزون پر جہاد کرنے مین ہم کبہی شریک نہ ہون - پس اِس زمانہ مین ہزارون مسلح مسلمان اور ہتیار

سامان جنگ کا ذخیرہ سکہون پر جہاد کرنے کے واسطے ہندوستان مین جمع ہوگیا مگر جب
صاحب کمشنر اور صاحب مجسٹریٹ کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو انہون نے گورنمنٹ کو اطلاع
دی گورنمنٹ نے انکو صاف لکہا کہ تمکو اِس معاملہ مین ہرگز دست اندازی نہین کرنی چاہیے
کیونکہ انکا ارادہ کچہہ گورنمنٹ انگریزی کے مقاصد کے برخلاف نہین ہے غرضکہ ۱۸۲۴ء مین
یہہ لوگ سکہون پر جہاد کرنیکے واسطے سرحد پہ پہنچے اور اسکے بعد ہندوستان سے برابر انکی
پاس مدد پہنچتی رہی اور گورنمنٹ بہی اس امر سے بخوبی واقف تہی جسکی ثبوت مین ایک مقدمہ
کی کیفیت نظیراً مین درج ذیل کرتا ہون -

دہلی کے ایک ہندو مہاجن نے جس کے پاس جہادی لوگون کی امداد کے واسطے روپیہ
جمع کیا گیا تہا امداد کے روپیہ مین کچہہ تغلب کیا اور مسٹر ولیم فریزر صاحب بہادر متوفی
کمشنر دہلی کے روبرو انپر نالش دایر ہوئی اور انجام کار مولوی محمد اسحاق صاحب مدعی
کے حق مین اس دعوی کی ڈگری ہوئی اور جو روپیہ [illegible] ڈگری کا وصول ہوا
وہ اور ذریعہ سے سرحد کو بہیجا گیا بعد اسکے اِس مقدمہ کا اپیل صدر کورٹ الہ آباد مین ہوا
وہان بہی عدالت ماتحت کا فیصلہ بحال رہا - اِس زمانہ مین وہابیون نے سرحد کی قومون
کی مدد سے پشاور فتح کیا اور بعد فتح کے دوست محمد خان والئے کابل کے بہائی سلطان
محمد خان کو حوالہ کر دیا مگر سلطان محمد خان نے قریب سی تہوڑے عرصہ کے بعد پشاور کو
رنجیت سنگہ کے ہاتہہ فروخت کر ڈالا -

مگر دوسرے زمانہ مین گویا وہابیت کا زوال شروع ہوگیا تہا چنانچہ جب پہر سکہون
کا پشاور پر قبضہ ہوگیا تو سید احمد صاحب اور مولوی اسمعیل صاحب کے پیرون کا
بالکل جی ٹوٹ گیا کیونکہ انکو معلوم ہوگیا تہا کہ سرحد کے پٹہان ہمارے مذہب کے
باعث سے ہم سے دلی عداوت رکہتے ہین اب ہمکو ان سے کسی قسم کی امداد کی توقع نہین
رکہنی چاہئے اور ہماری یہہ قلیل جماعت کسی طرح کامیابی کے ساتہہ سکہون کا مقابلہ نہین

کرسکتی - اور اسی وجہ سے اُنہون نے یہہ بہی کہا تہا کہ اب ہمکو اپنے مذہب کے رو سے یہہ جہاد جایز نہین رہا علاوہ اسکے لوگون کے باہم بہی اس امر مین اختلاف ہوگیا کہ آیا سید احمد صاحب ان کے پیشوا ہونے کی قابلیت رکہتے ہین یا نہین چنانچہ انمین سے اکثر کی تو یہہ راے تہی کہ وہ اس کام کے لایق نہین ہین اور بعض نے اس کے خلاف بیان کیا مگر مولوی اسمعیل صاحب نے اس حالت مین بہی اُن جہگڑون کے دفعیہ کے واسطے حتی الامکان کوشش کی اور ایک کتاب موسوم بہ منصب امامت لکہی (جو ۱۲۶۵ء مطابق ۱۸۴۹ء مین کلکتہ مین طبع ہوئی تہی) لیکن ان کی یہہ تمام کوششین بے فایدہ ہوئین اور انجام کار وہ جماعت بالکل ٹوٹ گئی جسمین کئی ہزارون آدمی ہندوستان مین اپنے گہرون کو واپس چلے آے چنانچہ منجملہ ان کے ایک نہایت مشہور و معروف مولوی محبوب علی تہے (جنکا انتقال ۱۸۶۴ء مین ہوا) اور دوسرے مولوی حاجی محمد بنگالہ کے رہنے والے تہے مگر چونکہ انکا نکاح دہلی مین ہوا تہا اِس سبب وہ دہلی ہی مین رہتے تہے اور ۱۸۷۰ء کو مقام الور مین اونہون نے وفات پائی - شاید اس مضمون کے پڑہنے والے اس عجیب بات کے سُننے سے بہی خوش ہون کہ مولوی محبوب علی صاحب وُہی شخص تہے جنکو ۱۸۵۷ء مین باغیون کے سرغنہ بخت خان نے عین ہنگامہ غدر مین طلب کیا اور ان سے یہہ درخواست کی کہ آپ اس زمانہ مین انگریزون پر جہاد کرنیکی نسبت ایک فتوی پر اپنے دستخط کرین مگر مولوی محبوب علی صاحب نے صاف انکار کیا اور بخت خان سے کہا کہ ہم مسلمان گورنمنٹ انگریزی کے رعایا ہین ہم اپنے مذہب کے رو سے اپنے حاکمون سے مقابلہ نہین کرسکتے اور طرہ برین یہہ ہوا کہ جو ایذا بخت خان اور اسکے رفیقون نے انگریزون کی بیبیون اور بچون کو دی تہی اسکی بابت بخت خان کو سخت لعنت وملامت کی -

اِس زمانہ کے بعد سید احمد صاحب کے پیرو بہت ہی کم ہوگئے اور آخر کار وہ ۱۸۳۱ء

مین اپنے اکثر رفیقون کے ساتہہ خادی خان کی دغابازی سے شیر سنگہ کے مقابلہ مین شہید ہوگئے اور انکے شہید ہوتے ہی جو لوگ جہادیون کے ہمراہ تہے انمین سے بہت سی لوگون نے جہادیون کا ساتہہ چہوڑ دیا مگر اور لوگون نے انکا دل تہامنے کے لئے مصلحتاً یہہ خبر مشہور کردی کہ سیّد احمد صاحب ابتک زندہ ہین صرف بطور کرامات غائب ہوکر کسی پہاڑ کے کہوہ مین پوشیدہ ہوگئے ہین مگر آخر کار جب اس دہوکہ کا حال کہل گیا تو سید احمد صاحب کے پیرو اپنے گہرون کو لوٹ آئے اور اس زمانہ کے بعد جہاد کی امداد کے واسطے ممالک مغربی و شمالی سے آدمی اور روپیہ کا پہنچنا بالکل بند ہوگیا اور جو کچہہ واقعات اس زمانہ کے بعد ہوئے وہ چندان دلچسپ نہین ہین اِس مقام پر مین یہہ بات بیان کرتا ہون کہ سید احمد صاحب نے پشاور پر سکہون کا پہر قبضہ ہونیکے بعد اپنے اُن رفیقون سے جو جہاد مین جان دینے پر آمادہ تہے یہ کہا کہ تم جہاد کے لئے مجہہ سے بیعت شرعی کرو چنانچہ کئی سو آدمیون نے اسی وقت بیعت کی اور یہ بات تحقیق ہے کہ جو شخص شیر سنگہ کے مقابلہ مین لڑائی مین بچ رہے تہے انمین سے صرف چند آدمی تو اپنے پیشوا سید احمد صاحب کے شہادت کے بعد پہاڑیون مین باقی رہگئے تہے جنمین سے اکثر لوگ پٹنہ اور دیگر اضلاع بنگالہ کے رہنے والے تہے اِس کے بعد مولوی عنایت علی اور ولایت علی ساکن پٹنہ ان کے سردار ہوے لیکن انہون نے جہاد کے سرانجام مین کچہہ کوشش نہین کی اور جب پنجاب پر گورنمنٹ انگریزی کا تسلط ہوا تو مولوی عنایت علی اور ولایت علی معہ اپنے اکثر رفیقون کے ۱۸۴۶ء مین اپنے گہرون کو واپس بہیج دئے گئے۔ پس اِس سے ہمکو یہہ بات معلوم ہوگئی کہ خاص پٹنہ یا بنگالہ کے اور ضلعون سے بلکہ عموماً ہندوستان سے روپے اور آدمی اس وہابیت کے پہلے تین زمانون مین ضرور سرحد کو بہیجے گئے تہے لیکن میری راے مین یہہ بات بہت کہلی ہوئی ہے کہ انمین سے کوئی آدمی انگریزی گورنمنٹ پر حملہ کرنیکے واسطے نہین گیا تہا اور نہ اُنسے یہ کام لیا گیا اور نہ ان تین زمانون مین کسی کو اس بات کا کچہہ خیال ہوا کہ ہندوستان

کے مسلمانون کی نیت بغاوت کیجانب مایل ہے مگر با این ہمہ ہمارے ڈاکٹر ہنٹر صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۷۰ مین یہہ بیان کرتے ہین کہ "تین برس کا عرصہ ہوا ہوگا جب ایک خلیفہ بطریق رسالت بنگالہ کو آیا اور وہان اُس نے قیام کیا اور قرب وجوار کے تمام زمیندار اس کا اعتبار کرنے لگے اور اُس نے بڑی مضبوطی اور موثر بیان کے ساتھہ جہاد کا وعظ کیا اور جو سرحد پر لشکر تہا اس کے پاس بہیجنے کے واسطے اُس نے پٹنہ کو اور بہی آدمی اور روپیہ بہیجا۔"

یہہ سب ۱۸۶۸ء یا اُسکے قریب کا ذکر ہے جس سے کئی برس بعد پنجاب پر سرکار انگریزیہ کا تسلط ہو تہا۔ پس کیا ڈاکٹر ہنٹر صاحب کو فی الواقع یہہ یقین ہے کہ اس زمانہ مین روپیہ اور آدمی اس غرض سے بہیجے گئے تہے کہ سرحد کی قومون کو انگریزون پر حملہ کرنے مین مدد پہنچے۔

مین خیال کرتا ہون کہ شاید ڈاکٹر صاحب اس بات کو تو تسلیم کرینگے کہ ۱۸۴۶ء سے کئی برس پہلے ہی سکہون پر مسلمانون کا جہاد ہو رہا تہا اور غالب ہے کہ جن آدمیون اور روپیون کا ڈاکٹر صاحب نے ذکر کیا ہے وہ سب پنجاب کے بادشاہون کی رعایا کو شکست دینے کے واسطے بہیجے گئے ہونگے اب یہان سے مین یہہ بات ثابت کرنا چاہتا ہون کہ چوتہے زمانہ (یعنی زمانہ حال) [†] مین بھی میرے اُن ہم مذہبون کی نسبت جواب ہندوستان مین رہتے ہین کسی قسم کی بدگمانی کی کوئی وجہ نہین ہے مگر چونکہ انگریز لوگ مسلمانون کی عام رائے اور خیالات سے ناواقف ہین اسلئے وہ ضرور مجہکو مسلمانون کا طرفدار سمجہین گے اور اس سبب سے شاید میرے خیالات یا تحریر پر وہ بہت کم التفات اور اعتماد کرینگے لیکن اس امر کے سبب سے مجہکو ایک ایسے معاملہ کے اظہار مین ڈرنا نچاہیے جسکو مین اپنے ذہن مین بالکل سچ سمجہتا ہون جب مولوی عنایت علی اور ولایت علی ۱۸۴۷ء مین ہندوستان کو لوٹ آے تو اس وقت سید احمد صاحب کے چند پیرو سرحد پر باقی رہگئے اور یہ بات بہی صحیح ہے کہ ان دو شخصون نے

---

† زمانہ حال کو آپنے پانچوان زمانہ ٹہرایا تہا۔ شاید یہان کاتب کی غلطی ہے۔ یا یہ کہ چوتہے زمانہ کی ضمن مین پانچوان زمانہ کا حال ہی بیان کیا ہے اسلئے دونون کو یکجا کر دیا ہے۔ (اڈیٹر)

پٹنہ اور اسکے قرب وجوار کے آدمیون کو اس بات کی ترغیب دینے مین ہرگز کوتاہی نہین
کی کہ وہ جہاد مین شریک ہون اور اس کام کے واسطے روپیہ جمع کرین چنانچہ وہ برابر بڑی
سرگرمی سے کوشش کرتے رہے اور جس بات کا ابتک ان کو دل سے خیال تہا اس کا اظہار
انہون نے سنہ ۱۸۵۸ء مین اسطرح پر کیا کہ وہ پہر ہندوستان سے سرحد کیجانب چلے گئے مگر ڈاکٹر ہنٹر
صاحب نے یہہ خیال کیا ہے کہ یہ لوگ دوبارہ سرحد کو انگریزون پر حملہ کرنیکی نیت سے گئے تہے اور
انہون نے بجائے سکہون کے انگریزون پہ جہاد کیا تہا حالانکہ جب ان لوگون کو انگریزون
سے کسی طرح کی کوئی شکایت نہ تہی تو پہر انکا یہہ ارادہ کرنا کسی طرح پہ صحیح نہین ہو سکتا البتہ
جو ظلم و تعدی سکہہ لوگ مسلمانون پہ کرتے تہے اس سے ہمکو یہہ بات معلوم ہوگئی ہے کہ
مسلمان سکہون پہ کس وجہ سے حملہ کرنا چاہتے تہے ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے یا کسی اور شخص نے
اس بات کی کوئی وجہ نہین بیان کی کہ مسلمانون کے دل مین انگریزون سے یہہ عداوت
دفعتاً کیونکر پیدا ہوگئی ... بلکہ جو سکہہ جمون مین
رہتے تہے ان پہ وہ حملہ کرنا چاہتے تہے۔

مجہکو یہہ سب حال اس شخص کی زبانی معلوم ہوا ہے جسکی ملاقات خاص مولوی عنایت علی
اور مولوی ولایت علی سے اسوقت مین ہوئی تہی جب وہ سرحد کو جاتے تہے اسوجہ سے
مجہکو اسکی صداقت مین کسی طرح کی کلام نہین ہے اور یہہ بات بخوبی یاد رکہنی چاہئیے کہ وہابی
اپنے مذہب مین بڑے پکے اور نہایت سچے ہوتے ہین وہ اپنے اصول سے کسی حال مین منحرف
نہین ہوتے اور جن شخصون کی نسبت مین یہہ لکہہ رہا ہون وہ اپنے بال بچون اور مال و اسباب
کو گورنمنٹ انگریزی کی حفاظت مین چہوڑ گئے تہے اور ان کے مذہب مین اپنے بال بچون کے
محافظون پہ حملہ کرنا نہایت ممنوع ہے اس لحاظ سے اگر وہ انگریزون سے لڑتے اور لڑائی
مین مارے جاتے تو وہ بہشت کی خوشیون اور شہادت کے درجہ سے محروم ہو جاتے بلکہ
اپنے مذہب مین گنہگار خیال کئے جاتے ہم کو یہ بات بہی ثابت ہو چکی ہے کہ وہابیون کی

باقیماندہ جماعت سرحد پہ نہایت قلیل رہگئی تہی اور پہاڑی قومین ان کے مذہب کی باعث سے انسے سخت عداوت رکہتی تہین پس جب ہم ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب مین اس قسم کے فقرے پڑہتے ہین کہ (لارڈ دلہوزی صاحب نے اپنے دوسرے مراسلہ مین سرحد کی ان قومون پر حملہ کرنیکی تجویز کی نسبت کچھہ بحث کی تہی جنکی بیہودہ عداوت کو جو انکو کفار کے ساتہہ تہی ہندوستان کے معتقد وہابیون نے غایت درجہ تک ٹہر کا دیاتہا (صفحہ ۲۳) تو ہمکو بلکہ ہر ایک شخص کو ہنسی آتی ہے ڈاکٹر صاحب شاید اس نہایت ضروری امر کو بہول گئے ہین کہ یہہ پہاڑی قومین قدیم زمانہ سے سرکش اور مفسد ہین اور جو قومین ان کی سرحد پر رہتی ہین خواہ وہ کافر ہون یا مسلمان انکو انہون نے کبہی چین نہین لینے دیا اور بلا امتیاز کسی کے خود دہلی کے مسلمان بادشاہون اور سکہون کے ساتہہ لڑتے رہے ہین اور مثل اُس آیرلینڈ کے باشندے کی جو میلہ مین تماشائیون سے خواہ نخواہ جنگ وجدال کا خواہان ہوتا تہا جب تک اس قوم کے کوئی شخص لڑنے کے لئے موجود ہوتا تہا اُسوقت تک اسکو اس بات کی کچھہ پرواہ نہوتی تھی کہ وہ شخص کون ہے یہانتک کہ نادر شاہ سا شخص بھی جو بڑا ظالم تہا اور جسکے نام سے تمام ہندوستان لرزتا تھا انکو ہرگز اپنا مطیع نہ کرسکا اور ولایت علی اور عنایت علی اور انکے قلیل ہمراہیون کی نسبت ابتک کوئی بات ایسی نہین معلوم ہوئی ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ وہ ہندوستان مین گورنمنٹ انگریزی پر حملہ کرنیکا منصوبہ رکہتے تھے چنانچہ ۱۸۵۱ء سے چند برس بعد انکا انتقال ہوا اور اسکے بعد انکے تمام ہمراہی اِدہر اُدہر چلیگئے۔ البتہ یہہ بات بالکل صحیح ہے کہ جبتک یہہ مولوی سرحد پہ مقیم رہے اسوقت تک آدمی اور روپیہ پٹنہ اور بنگالہ کے دیگر اضلاع سے سرحد پہ پہنچتا رہا لیکن کسی شخص کو یہہ یقین نہ تہا کہ وہ انگریزون پر حملہ کرنے مین کام آوینگے اور نہ یہ امر قرین قیاس ہے کہ ایسی کمزور فوج ایسی زبردست انگریزی سلطنت کے تہ وبالا کرنے کا ارادہ کرے بس ہیرے علم و یقین کے موافق وہابیت کے بانیون زمانہ کو بہی جہاد سے کچھہ تعلق

نہین ہے کیونکہ مین خوب جانتا ہون کہ مولوی ولایت علی اور عنایت علی کے انتقال کے
بعد جہاد کے سرانجام کے واسطے بنگالہ سے نہ تو روپیہ بہیجا گیا اور نہ آدمی گئے البتہ ۱۸۵۷ع
کے ہنگامہ کے بعد ہندوستان کے بعض سرکش آدمی جنکے ساتہہ کچہہ باغی بہی تہے ملکا اور
ستانا واقعہ ترائی نیپال اور بیکانیر اور راجپوتانہ کے بیابانون مین جا رہے تہے اور وہان
انکے جا رہنے کا سبب یہ تہا کہ انہون نے ان مقامات کو سنگین سزا سے بچنے کے لئے امن
کا مقام خیال تہا جو غدر کے سبب سے ان ایام مین لوگون کو سرکار کیطرف سے ہوئی تھی اور
جو لوگ گوشہ شمال و مغرب کی سرحد کو بہاگ گئے تہے ان کا ایک عام خوف سے ایک
موقع پر جمع ہو جانا ایک عقلمندی کی بات تہی حالانکہ اس مجمع مین خاص مسلمان ہی تہے
بلکہ ہر قوم کے ہندو اور مسلمان سب تہے پس ان لوگون کی نسبت یہہ خیال کرنا (جیسا
کہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے بیان کیا ہے) کہ وہ گورنمنٹ پر حملہ کرنیکی نیت سے جمع ہوئے تہے
میرے نزدیک [illegible] نہ کریگا البتہ یہ
بات ممکن ہے کہ ان مفرورون کی جماعت مین سے بعض شخص ایسے بہی ہون جو اپنے
گہروالون سے ہندوستان مین خط وکتابت رکہتے ہون اور اس بات کا بہی کچہہ تعجب نہین
ہے کہ ان کے عزیز واقارب ان لوگون کو روپیہ پیسہ بہیجتے ہون اسلئے کہ ان کی بغاوت کے
سبب سے انکے قرابتی لوگون پر یہہ بات لازم نہ تہی کہ وہ ان سے خط وکتابت نہ کرتے بلکہ
ایسی ہی حالت مین اپنے یگانہ اپنا کا زیادہ خیال کیا کرتے ہین اور پاس محبت سے ایسے شخص
کی مدد کرنا گویا اپنے ذمہ فرض سمجہتے ہین - پس ظن غالب یہ ہے کہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے اس
خیال بندی کے واسطے کہ گورنمنٹ انگریزی پر جہاد کرنے کے واسطے برابر انتظام کے ساتہہ
روپیہ اور آدمی یہان سے پہنچتے تہے" بلاشبہہ یہی معاملہ ایک بڑی پکی بنیاد ہوئی ہوگی اور
دوسری وجہ اس خیال کی شاید یہہ ہوئی ہو کہ ہندوستان سے اخوند سوات کے پاس روپیہ
جاتا تہا مگر جو لوگ میری اس مضمون کو پڑہین گے وہ غالباً اس بات سے واقف ہونگے کہ

کی شریعت مین ہر مالدار مسلمان پر سال کے اخیر مین اپنی مالیت کا چالیسوان حصہ خدا کی واسطے نکالنا فرض ہے اور اس چالیسوین حصہ کو انکی شریعت مین زکوۃ کہتے ہین پس گو بہت سے مسلمان اپنی شریعت کے اس فرض کو ادا نہین کرتے اور اس صورت سے اپنے ہمجنسون کا فایدہ نہین چاہتے لیکن جو پکے مسلمان وہابی کہلاتے ہین یا جنکی طبیعت کا میلان اس سچے عقیدے وہابیت کی طرف ہے وہ اس فرض کو بھی مثل اور فرضون کے نہایت مضبوطی اور احتیاط کے ساتھہ ادا کرتے ہین اور جو روپیہ وہ اپنے خزانہ مین سے زکوۃ کے طور پر نکالتے ہین اسکو حتی الامکان اپنے قرب وجوار کے مساکین اور ان مسافرون مین تقسیم کر دیتے ہین جنکا گذر اُن کے قصبون اور دیہات مین ہو۔ اور مسافر اور مساکین کے علاوہ ان نامی گرامی متوکل عالمون اور عابدون کو دیتے ہین جو ترک تعلق کر کے گوشہ عزلت مین بیٹھے ہین اور انکے سوائے جو طلبا مسجدون وغیرہ مین رہتے ہین انکی تعلیم کے واسطے بھی دیتے ہین اور اس رفاہ کے کام اور نیک فعل مین ان پر مذہب کے رو سے کچھہ یہ بات فرض نہین ہے کہ جس شخص کو وہ زکوۃ کا روپیہ دین اسکے حالات تحقیق بھی کر لیا کرین مگر ہم دیکھتے ہین کہ اس زمانہ کے مسلمانون کو بغاوت مین مدد دینی کے الزام سے محفوظ رہنے کا اس قدر اندیشہ ہو گیا ہے کہ اب وہ مسافرون وغیرہ کو اس قسم کا روپیہ نہین دیتے اور اکثر اوقات اس باب مین احتیاط کرتی ہین اور حقیقت مین بھی ایسا ہی ہے کہ جو مسلمان زکوۃ دینے والے ہین وہ ضرور اس الزام مین مشتبہ ہین اخوند سوات کے نسبت مجھکو یہی گمان ہے کہ بلا شبہ اسکی پاس بہت سے دولت مند مسلمان زکوۃ بھیجتے ہون گے لیکن جیسے اسبات کا گمان ہے اسی طرح اسبات کا یقین ہے کہ اخوند سوات وہابی نہین ہے اور جو روپیہ اسکے پاس پہنچتا ہوگا اسکو گورنمنٹ پر جہاد کرنیکا کچھہ سروکار نہ ہوگا۔ دہلی مین مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب مرحوم کا مدرسہ اور شاہ غلام علی صاحب کی خانقاہ دونون ایسے مقام تھے کہ وہان علاوہ ہندوستان کے تمام دنیا مین سے روپیہ پیسہ آتا تھا پس اگر کوئی شخص یہہ بات کہدے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب کے مدرسہ اور خانقاہ مین جہاد کیواسطے روپیہ آیا تھا

باقی آیندہ